

میرٹ کی تعریف کیا ہے؟

جزل پرویز مشرف کا ایک قریبی دوست بتانے لگا کہ ”میرٹ“، دراصل یہ ہے کہ، اس وقت صدر پاکستان کا بہت نزدیکی دوست ہوں۔ وہ صدر جو پورے پاکستان میں مضبوطی سے حکومت کر رہا ہے۔ شام کو میرے ساتھ طفیلوں پر قہقہے لگاتا ہے۔ چند پرانے احباب بھی آجاتے ہیں۔ سب ملکرتاش کھیلتے ہیں۔ ہر موضوع پر بات کرتے ہیں۔ کسی فتم کی کوئی جھجک نہیں ہوتی کہ ملک کا طاقتوترین آدمی بھی موجود ہے۔ گفتگو جاری رہی۔ تو اس نے انتہائی سنجیدہ طریقے سے کہا کہ ہمارے ملک اور سماجی معاشرے میں طاقتوترین شخص یا طبقے تک بھر پور رسائی ہی اصل میرٹ ہے۔ یہ 2000 کی بات ہے۔ اس وقت ملک کا صدر جزل پرویز مشرف بھر پور طریقے سے حکومت کر رہا تھا۔ بہر حال اس شخص کی میرٹ کی تعریف سے متفق نہیں ہو سکا۔ خیال تھا کہ دراصل میرٹ ہر انسان کیلئے برابر کے اصول مہیا کرنے کا نام ہے۔ صدر کے دوست سے مکالمہ ختم ہو گیا۔ گفتگو کو مکمل طور پر فراموش کر دیا گیا۔ ویسے ہی، جیسے زندگی میں کئی مہربانوں کے نارواں سلوک کو بھی بھول چکا ہوں۔ سنجیدہ عمر میں انسان اپنے رویوں میں تلخی کم کر دے تو سانس لینا بہتر ہو جاتا ہے۔ سرکار کی چاکری کے چوتیس سالوں میں ہر وہ چیز دیکھ لی ہے جو عام آدمی عمومی طور پر نہیں دیکھتا۔ بعض، کینہ، بے جا خوشامد اور شاہی دربار کے میل جوں کو نزدیک سے دیکھنے کے بعد بہر حال کافی کچھ سمجھ آ جکا ہے۔ مگر دماغی استطاعت سے ہرگز ہرگز ادراک نہ کر پایا کہ دراصل ”میرٹ“ ہے کیا۔ کیا واقعی اسکا کوئی وجود بھی ہے۔ یا ہمارے جیسے ملک میں یہ صرف اور صرف ایک لفظ ہے۔ بیجان اور بے معنی سا۔ جسے صرف تقریر یا تحریر کی خوبصورتی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بر صغیر کے عملی رویوں کو پرکھا جائے تو یہ لفظ بیکار سا ہو جاتا ہے۔ بالکل ایسے جیسے پہیوں کے بغیر سائکل یا زندگی کے بغیر انسانی جسم۔

”میرٹ“ کے استعمال کو بھی دیکھا جائے تو مکمل طور پر انسان کے ذاتی رویوں کے تابع نظر آتا ہے۔ ہر فریق یہ کہتا ہے کہ اسکی بات بالکل درست ہے۔ مثال سامنے رکھ لیجئے۔ جنگ پلاسی نے بر صغیر کے مستقبل کو مکمل تبدیل کر دیا۔ 1757 میں نواب سراج الدولہ جنگ ہار گئے۔ انہیں شہید کر دیا گیا۔ رابرٹ کلاویونے میر جعفر کی غداری کی وجہ سے نواب کو شکست دی۔ ہماری تاریخ میں نواب ایک ایسا جگہ گاتا ہوا ستارہ ہے جس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اور اپنوں کی غداری کی بدولت جنگ ہار گیا۔ مگر کلاویونے میر جعفر کو بنگال کا حکمران مقرر کرتے ہوئے کہا کہ وہ یہ سب کچھ عوامی مفاد میں کر رہا ہے۔ اور میر جعفر کو حکمران مقرر کرنا بنگال کے لوگوں کیلئے بہت احسن قدم ہے۔ یہ الفاظ ولیم ڈلریمپل کی کتاب ”انارکی“ میں کئی جگہ پر درج ہیں۔ ذاتی طور پر نواب سراج الدولہ کو اس خطے کا ہیر و سلیم کرتا ہوں اور ہر محبت وطن کی یہی کیفیت ہے۔ مگر دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ الفاظ، مقتدر لوگوں کیلئے بامدی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عام آدمیوں کیلئے انکا مطلب متصاد یا سرسری یا کچھ اور ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ تمام الفاظ، کسی فتم کے ”مغز“ سے عاری ہوتے ہیں۔ اگر وہ طاقتور کی زبان بن جائیں تو جو معنی وہ دیگا، عام لوگوں کیلئے وہی شاہی فرمان بن جائیگا۔ میرٹ، عوامی بھلانی بالکل ایسے ہی بے وقت لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں، ایک اہم لفظ ذہن سے نکل گیا۔ وہ ہے ”النصاف“۔ آج تک

اس کا مطلب بھی سمجھنہیں آسکا۔ اپنے ملک سے مثال سامنے رکھ دیتا ہوں۔ ضیاء الحق اور انکے حواری کہتے تھے کہ ذوالقدر علی بھٹو کے ساتھ عدالت نے انصاف کیا۔ مگر واضح اکثریت سمجھتی ہے کہ انصاف نہیں بلکہ اس عظیم شخص کو قتل کیا گیا۔ پھر انصاف کی اصل شرح کیا ہے۔ یہ ہے کیا چیز؟

میرٹ کی طرف واپس آتا ہوں۔ دور کیا جانا۔ ماضی کے پندرہ میں سالوں کو صرف مثال کے طور پر سامنے رکھ لجئے۔ 2008 کے ایکشن سے پہلے انہائی دور س واقعات ہوئے۔ جسٹس افتخار چوہدری کو در بدر کیا گیا۔ اس زمانے میں یہ بتایا جاتا تھا کہ اگر چیف جسٹس کے عہدے پر افتخار چوہدری واپس آگئے تو ملک میں میرٹ اور انصاف کا بول بالا ہوگا۔ بھائی کے دم قدم سے قوم کی عرصے سے سوئی ہوئی قسمت جاگ جائیگی۔ یہ کہنے والے کوئی معمولی لوگ نہیں تھے۔ بلکہ اس ملک کے قانونی طبقہ کے سرخیل تھے۔ اسکے بالکل برعکس، حکومتی ذرائع فرمارہے تھے کہ جسٹس چوہدری کے خلاف قانون اور میرٹ کے مطابق کارروائی کی گئی۔ یعنی دونوں متحارب گروہ، اپنے اپنے میرٹ کے مطابق بات کر رہے تھے۔ دونوں کی باتیں سینیں تو لگتا تھا کہ سب ہی سچ بول رہے ہیں۔ وکلاء کی بے خوف مہم سے چوہدری صاحب واپس آگئے۔ پھر انہوں نے قانونی تاریخ کا سب سے بڑا قدم اٹھا کر درجنوں جھوٹ کو پی سی اوجھو قرار دیکر فارغ کر دیا۔ اسکے ساتھ ساتھ، انکی بھائی کی مہم جوئی میں مددگار لوگوں میں سے نجح بنائے گئے۔ یہ دونوں کام، انکے بقول، انصاف اور میرٹ کے بلند اصولوں کو مدنظر رکھ کر اٹھائے گئے۔ سیاسی منظر نامہ پر نظر دوڑا یئے۔ پرویز الٰہی نے اپنے دورِ حکومت میں حقیقت میں بہت اچھے کام کیے۔ گذانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسلیے کہ انکے بعد آنے والے دور میں خادم اعلیٰ نے میرٹ کے نام پر انکے اکثر کام ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ویسے کمال یہ تھا کہ موصوف نے کچھ الفاظ اور جملوں کے معنی ہی تبدیل کر دیے۔ جیسے شفافیت کا استعمال تقریباً ہر فقرے کے بعد کرتے تھے۔ انکے حواریوں نے پورے دس سال ان الفاظ کو اتنی تقدیس بخشی کہ بے چارے الفاظ مکمل طور پر بے معنی اور یقین ہو گئے۔ مشکل سوال یہ بھی ہے کہ خادم اعلیٰ نے اپنے ہر پسندیدہ حواری کو مسندِ شاہی اور خلعت عطا کی۔ اس میں با بھی شامل تھے اور بابے بھی۔ جب انہوں نے بھرپور پسندیدگی کے ساتھ ہر جگہ اپنے اپنے حواری مضبوطی سے بھادیے تو پھر میرٹ کی تواریخ ہر اجنبی، کم اجنبی اور بہت زیادہ اجنبی کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ اگر انکے حواریوں کو ہلاکا سا گمان بھی ہو جاتا تھا کہ فلاں افسر ایک آزاد سوچ کا حامل ہے تو میرٹ کے مطابق ایک ایسی سازش کی جاتی تھی کہ وہ افسر عزت بچاتے بچاتے ہلکا ہو جاتا تھا۔ سینکڑوں مثالیں ہیں۔ ہاں، ایک بات عرض کرتا چلو۔ پرنسپل سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ، سینئر ترین افسر لگائے جاتے ہیں۔ مگر وہاں گریڈ سترہ اور اٹھارہ کے افسر بھی لگائے گئے۔ اس خلاف ورزی کو بھی میرٹ کا نام دیا گیا۔ کیا یہ بات عجیب سی نہیں لگتی کہ اسے میں اپنی جماعت کے ممبران کو بھی رسائی نہ ملنا بھی زیادتی نہیں گردانی جاتی تھی۔ متعدد ایسے ایم پی ایز کو جانتا ہوں جو بتاتے تھے کہ انکی خادم اعلیٰ سے گزشتہ دو سال یا تین سال میں کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ ہاں، جسے جلوسوں یا میٹنگوں میں نمائشی طور پر بھی کبھی بلا لیا جاتا تھا۔ دراصل سیاسی تعصب کو میرٹ کا نام دیدیا گیا تھا۔ بالکل یہی معاملہ 2013 کے ایکشن نتائج میں دیکھنے کو آیا۔ مسلم لیگ ن نے ڈیڑھ کروڑ کے قریب ووٹ لیے۔ انکی قومی نشستیں 166 تھیں۔ اسکے بعد خریک انصاف نے چھتر لاکھ ووٹ لیے یعنی ن لیگ سے تقریباً آدھے۔ مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انکی

قومی نشستیں صرف 35 تھیں۔ پیپلز پارٹی نے صرف ستر لاکھ ووٹ لیے اور انکی نشستیں، پنچالیس تھیں۔ سب جانتے ہیں کہ اس وقت کے طاقتوں حلقے مسلم لیگ ن کو پسند کرتے تھے۔ وہ لوگوں کی ترتیب اور نشستوں کا حصول، مکمل طور پر حیران کرنے تھا۔ سیاسی انجیئرنگ کی بہت ادنیٰ مثال پر بھی یہی کہا جاتا تھا کہ یہ تو سب کچھ ووٹ کی طاقت اور میرٹ پر کیا گیا ہے۔ سب جانتے تھے کہ اصل میرٹ کیا ہے اور یہ کہ شے کس طرح ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ میاں صاحبان سے بہتر اصل میرٹ کی تعریف کون جان سکتا ہے۔ جیسے انصاف کی بے معنی تعریف تو جید و کلاء آج سے دس بارہ سال پہلے بتاتے تھے۔ ویسے عجیب بات ہے کہ اب تمام خاموش ہیں۔ کوئی سوال بھی نہیں کرتا کہ جناب بتائیے تو یہی کہ جو جلوسوں میں بیان گردیں دیں کہا جاتا تھا، وہ بے مقصد سا ہو کر کیوں رہ گیا۔ کسی تعصباً کے بغیر۔ بہر حال یہاں کچھ کہنا یا لکھنا از حد مشکل ہے۔ اب دل چاہتا ہے کہ لندن کی چند لا بھری یوں میں ایک سال گزاروں اور سچ پر منی کوئی کتاب لکھنے کی کوشش کروں۔ مگر پھر روایتی توازن کا شکار ہو جاتا ہوں کہ یہاں تو سچ بولنے یا لکھنے کی سزا تو موت ہے۔ کتاب لکھنے کے بعد، پھر تمام عمر لندن کی لا بھری یہی میں ہی بیٹھنا پڑے گا۔ جو بہر حال کافی مشکل کام ہے۔ بلکہ عمر کے اس حصے میں مزید مشکل نظر آتا ہے۔

اب موجودہ نظام پر آجائیے۔ پاکستان میں راجح میرٹ کی بنیاد پر، جب تحریک انصاف حکومت میں آئی ہے تو چینیں لکھنی شروع ہو گئی ہیں۔ ویسے جو دعوے، الیکشن کی مہم میں، اسی جماعت نے کیے تھے، وہ تمام تو نقش برآب ہی ثابت ہوئے ہیں۔ جو ہری تبدیلی کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ وہی بوسیدہ نظام، ظلم، وہی دوغلائیں، منافقت اور وہی کھوکھلے سے نظرے۔ مگر اب بھی ہر کام میرٹ پر ہو رہا ہے۔ کم از کم دعویٰ تو یہی ہے۔ ویسے دعویٰ کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ کیونکہ سیاست تو ہے، ہی ادھورے دعووں کا دوسرا نام۔ اسی لیے اب دکھ بھی نہیں ہوتا۔ خان صاحب کے ارڈر کر، منتخب نمائندے پھٹک نہیں سکتے۔ ایسے ہی جیسے میاں صاحبان صرف اور صرف اپنے حواریوں کے درمیان رہنا پسند فرماتے تھے۔ ہاں! سب یہی کہتے تھے، نہیں نہیں، فرماتے تھے کہ سارا کام میرٹ پر ہو رہا ہے۔ ڈنڈے کے زور پر منوایا بھی جاتا ہے۔ اب، میرٹ کی کوئی تعریف سمجھی نہیں آتی۔ ہاں، ایک بات وضاحت سے ذہن میں نقش ہو چکی ہے کہ جزل پر دیز مشرف کے قربی دوست نے میرٹ کی جو تعریف کی تھی، وہ حقیقت کے سب سے نزدیک ہے۔ ہمارے ملک میں میرٹ یہی ہے کہ آپ مقتدر لوگوں کو کس حد تک ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ یہاں صدیوں سے میرٹ نہیں ہے اور شائد آنے والے کئی سوال ایسے ہی رہیں گا۔ اسیلے گہرانے یا شرمنے کی کوئی ضرورت نہیں!

راوٰ منظر حیات